Misbah Shabbir
Isl (3)

سوال نمبر 01 :-

تعارف :- مغربی تہذیب کے اسلامی تہذیب پر اثرات

اسلام سے پہلے دنیا جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ انسان مظاہر فطرت کے سامنے سجدہ ریزہ تھا اور ان کی پوجا کرتا تھا۔ مظاہر فطرت تو اللہ نے انسان کے فائدے کے لیے پیدا کیے ہیں اور انسان کے خادم ہیں لیکن انسان نے اپنی جہالت سے مظاہر کو اپنا مخدوم بنالیا تھا۔ اسی وجہ سے سائنسی میدان میں ترقی نہ ہو سکی۔ تاریخ انسانیت میں اسلام ہی وہ دین ہے جس نے ہر شخص کے لیے حصول علم فرض قرار دیا۔ قرآن مجید کی رو سے انسان کو تمام مخلوقات پر صرف علم کی بدولت ہی برتری حاصل ہے۔ صاحب علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ترجمہ:

"کہہ دیجیے کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں۔ بے شک عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں" (الزمر)

لیکن مغربی تہذیب نے مسلمانوں کا شیرازہ بکھیر کر رکھا دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

مغربی تہذیب کے اسلامی تہذیب پر اثرات :-

(1) امن عامہ کا مسئلہ :-

اس وقت پوری دنیا بالعموم مسلمان اس مسئلے سے دوچار ہے۔ قتل و غارت گری، راہ زنی، چوری، دہشت گردی، بم دھماکے اور عورتوں پر تشدد جیسے بے شمار مسائل میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے اس حوالے سے قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:

"فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے تمھارے اوپر سے یا تمھارے پاؤں کے نیچے سے یا تمھیں فرقہ فرقہ کر کے آپس میں لڑادے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھا دے" (الانعام)

(2) غربت و بے روزگاری کا مسئلہ :-

اس وقت تیل کی دولت سے مالا مال چند مسلم ممالک کو چھوڑ کر باقی ممالک کو دیکھا جائے تو وہ شدید ترین معاشی بحران سے دوچار ہیں۔ پاکستان غربت اور بے روزگاری جیسے مسائل میں گھرا ہوا ہے

Scanned with CamScanner

(3) مادیت :-

مغربی تہذیب کا بڑا انحصار صرف اور صرف مادیت پر ہے مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں :

"بہرحال جس کا خطرہ تھا وہ پیش آیا اور یورپ کا رخ ایک مکمل اور وسیع مادیت کی طرف ہو گیا۔"

خیالات ، نقطہ نظر ، نفسیات و ذہنیت ، اخلاق و اجتماع ، علم و مادیت ، حکومت و سیاست غرض زندگی کے تمام شعبوں میں مادیت آ گئی ۔

(4) شخصی آزادی :

مغربی ممالک میں ان کے ہم مذہب باشندوں کو بڑی حد تک شخصی آزادی حاصل ہے - کسی پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ دوسروں کے حقوق میں دخل اندازی نہ کر سکے اور یہ آزادی دوسرے مذاہب مثلاً مسلمانوں کو بھی ایک حد تک حاصل ہے اگرچہ وہ آزادیوں سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھا سکتے - اس معاملے میں مغربی تہذیب کا دہرا معیار ہے۔ جیسے مسلم خواتین کو پردہ کرنے یا سکارف پہننے کی آزادی حاصل نہیں ہے ۔

(5) خاندانی نظام کا خاتمہ :-

مغربی تہذیب میں

Scanned with CamScanner

خاندان کا ادارہ تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ لڑکیاں اور لڑکے بلوغت کے بعد آزاد ہو کر نئی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔ ماں باپ اپنی راہ لیتے ہیں جبکہ بوڑھے افراد کو old house کی زینت بنا کر قید تنہائی میں دھکیل دیا جاتا ہے۔ چھوٹے بچوں کو سنبھالنے والے ادارے بھی موجود ہیں لیکن خاندانی نظام ٹوٹنے سے ایک بحران اور زبردست خلا پیدا ہو گیا ہے۔

(6) جنسی بے راہ روی :-

آزادی کے نتیجے میں جنسی بے راہ روی نے بہت فروغ پایا ہے اور بغیر نکاح کے مرد عورت اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ جس سے یہاں میاں بیوی کا تعلق کھیل بن گیا ہے۔ اور طلاق کے مقدمات اس کثرت سے پیش آتے ہیں کہ عدالتیں ان کو نمٹانے سے قاصر رہ جاتی ہیں۔ اس طرح شادی کا مقدس عمل ختم ہو گیا ہے۔

(7) لادینیت :-

مذہب کے ساتھ ان معمولی تعلق کے بعد عملی زندگی میں ان کے ہاں لادینیت ہے اور سیاست، معیشت اور

معاشرت لیز اس کے اثرات نمایاں ہیں۔
اس پر فخر بھی کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عیسائیت
عملی زندگی میں رہنمائی سے قاصر ہے۔ اس
سے معاشرے میں اخلاقی مفاسد عام ہیں۔

(8) اسلامی قوانین میں آئے روز مداخلت:-

مغرب میں آئے
روز مختلف ممالک میں بہت ساری ایسی NGOs
کو فنڈنگ کرتا رہتا ہے جو اسلامی قوانین
کے خاتمے یا ان میں ترامیم کے لیے کوشاں
رہتی ہے۔ جیسے "قانون توہین رسالت 295C"
میں ترمیم کی کئی بار کوشش کی گئی ہے۔

مسائل کا حل:-

(1) اتحادِ امت:

قرآن مجید میں اتحاد کے حوالے
سے واضح تعلیمات موجود ہیں جس سے اختلاف
کی صورت میں شدید وعید سنائی گئی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ:-

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور
تفرقے میں نہ پڑو" (آل عمران)

Scanned with CamScanner

علامہ اقبال اس حوالے سے فرماتے ہیں۔

؎ بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی۔۔

(ii) اسلامی تعاون کی تنظیم (OIC):-

اس کے ذریعے اُمہ مسلم کی نشۃ ثانیہ کو ترتیب دیا جائے۔ ڈاکٹر محمد امین زاہد طراز کے حوالے سے ہے۔
وہ ان مسلمان ملکوں کو منظم بنایا جائے جو اتحاد امت کے سنجیدہ حامی ہیں۔

خلاصہ بحث:-

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مغربی تہذیب اور اسلام اس وقت دو مقابل قوتیں ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اس لیے مغربی تہذیب و ثقافت اور اسلام کا تصادم ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے مسلمانوں کا آپس میں اتحاد ہو اور مشترک مسلم فقہ واجتہاد کے اصول پر قائم ہوں۔ اور اسلام کے اصولوں پر اسلامی تنظیم کی کونسل تشکیل دے۔

سوال نمبر 02:-

تعارف: اجتہاد

مسلمان یہ بات جانتے ہیں
کہ ان کا دین تا قیامت باقی رہے گا کیونکہ
اس میں کسی بھی دور کے انسانوں کو پیش
آنے والی ہر ضرورت کے سلسلے میں مکمل رہنمائی
موجود ہے۔ یعنی قرآن و سنت میں ہر مرض کی
دوا پائی جاتی ہے۔ ایسی ہی ایک دوا اجتہاد
ہے جو قرآن و سنت کے اصولوں سے شرعی
حکم نکالنے کا نام ہے۔ ظاہر ہے ہر انسان
اس کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اس کام کی
انجام دہی کے لیے اعلیٰ درجے کی علمی صلاحیت
درکار ہوگی۔ کیونکہ قرآن ازل سے ابد تک
نازل ہونے والی وحی الٰہی کا خلاصہ ہے اور
اہل علم کے لیے فیصلہ کن تبدیلی پیدا
کی اور انسانی زندگی کی تاریخ میں نیا
صحفہ کھولا۔ اسی لیے کتاب و سنت کی
سمجھ اہل علم اور پرہیز گار لوگوں ہی کا
حق ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ
ہے۔

ترجمہ:

"پس کیوں نہ ایسا کیا گیا کہ مومنوں کے ہر گروہ
میں سے ایک جماعت نکل آتی جو دین میں فہم و بصیرت
پیدا کرتی۔"

اجتہاد کا لغوی معنی:

کسی کام پر پوری طاقت صرف کرنے اور اس پر انتہائی مشقت اُٹھانے پر طبیعت کو مجبور کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔

اجتہاد کا مفہوم:-

امام غزالی فرماتے ہیں:

"مجتہد کا شرعی احکام کے علم کی تلاش میں اپنی کوشش کرنا۔"

علامہ عبدالعزیز فرماتے ہیں۔

"اجتہاد اُس کوشش کے لیے مخصوص ہے جو شرعی احکام سے متعلق علم حاصل کرنے میں کی جاتی ہے۔"

قرآن مجید سے اجتہاد کا ثبوت:

اجتہاد کا ثبوت قرآن سے بھی ملتا ہے۔ قرآن مجید نے بھی احکام شرع پر غور کرنے اور اختلافی مسائل پر اصل کی طرف رجوع کرنے کو واجب کہا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ترجمہ:

"پس کیوں نہ ایسا کیا گیا کہ مومنوں کے ہر گروہ سے ایک جماعت نکل آتی جو دین میں فہم و بصیرت پیدا کرتی۔"

(التوبہ)

Scanned with CamScanner

سنت نبوی سے اجتہاد کا ثبوت:-

آپؐ کے اقوال اور افعال سے بھی اجتہاد کا ثبوت ملتا ہے۔

مثال:-

جب آپؐ نے حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا تو ان سے پوچھا کہ اے معاذؓ! فیصلہ کس طرح کرو گے؟ حضرت معاذ بن جبلؓ نے جواب دیا اے نبیؐ! جب میرے سامنے کوئی مسئلہ آئے گا تو میں سب سے پہلے اس کو "کتاب اللہ" سے حل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور اگر اس مسئلے کا حل قرآن مجید سے نہ نکلتا ہو تو میں "حدیث" کی طرف رجوع کروں گا اور اگر اس کا حل حدیث سے بھی نہ ملتا ہو تو پھر اس کے بعد میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتوں گا۔ آپؐ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

مجتہد کی اقسام:-

مجتہد

- (1) مجتہد فی الشرع
- (2) مجتہد فی المذہب
- (3) مجتہد فی المسائل
- (4) مجتہد مقید

مجتہد کے لیے خصوصیات:-

(i) قرآن مجید کا علم:

اس کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن مجید کے معارف، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، قرآن متواترہ، محکم و متشابہ آیات، قصص اور امثال وغیرہ کی بھرپور معرفت رکھتا ہو۔

(ii) سنت رسولؐ کا علم:

مجتہد کے لیے لازم ہے کہ وہ احادیث رسولؐ کا بھی عالم ہو۔ احادیث کے ناسخ و منسوخ اور اسباب نزول سے بھی واقفیت تامہ رکھتا ہو، احادیث کے متن کے ثبوت اور اُس سے متعلقہ اسماء الرجال کے علم سے بھی کامل آگاہی رکھتا ہو۔

(iii) سنت، علمائے اُصول کے نزدیک:

علمائے اُصول فقہ نے اسلامی قوانین کے دوسرے بڑے مآخذ کی حیثیت سے سنت کی یہ تعریف بیان کی ہے۔

شرع اسلام میں سنت کے لفظ کا اطلاق اُن تمام اُمور پر ہوگا جو نبی کریمؐ سے منقول ہیں۔ اسی طرح ان دلائل پر بھی ہوگا جو نبی کریمؐ سے

قولاً عملاً ثابت ہوئے، لیکن وہ قرآن میں نہیں۔

(۱۷) اجماع و قیاس کا علم:

قرآن و سنت کے بعد مجتہد کے لیے ضروری شرط ہے کہ اسے اجماع اور قیاس کا بھی بھرپور علم ہو۔ قیاس سے متعلق امام شافعیؒ کا قول ہے

"جو قیاس کو نہیں جانتا، وہ فقیہ نہیں۔"

پس مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے بعد دو اہم ماخذ شریعت، اجماع و قیاس سے بھی اچھی طرح باخبر ہو اور ان سے متعلقہ علوم پر بھی کامل دسترس رکھتا ہو۔

(۱۷) عربی زبان کا علم:

قرآن مجید اور حدیث پاک کی زبان عربی ہے۔ بلکہ خالق ارض و سما کے کلام میں عربی مبین ہے۔ چنانچہ عربی زبان کی گرامر، شاعری اور اسلوب کی ندرت پر کامل دسترس از حد ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے فصاحت و بلاغت، بیان، بدیع اور معانی کے علوم کا بھی کامل ادراک ہونا چاہیے، امام غزالی کے الفاظ میں:

"مجتہد کو اتنا علم ضرور ہونا چاہیے

جس سے عربوں کے خطابات اور عربی زبان میں
ان کے طریقوں کو سمجھا جا سکے۔"

دورِ جدید میں اجتہاد کا کردار:

دورِ جدید میں بہت سے
مسائل ایسے ہیں جو اس دور کی اپنی پیداوار
ہیں جب کہ شریعت کے اُصول تو ابدی
ولافانی ہیں۔ اُن اُصولوں کی روشنی میں
درپیش مسائل کا حل ضروری ہے۔ اگر صرف اُسی
اجتہاد پر عمل کیا جائے جو قرونِ اولیٰ میں ہو
چکا تو شاید دورِ حاضر میں شریعت پر چلنا
مشکل ہو جائے گا۔ اس بات میں کوئی
شک نہیں کہ اُصول کبھی تبدیل نہیں ہوتے۔
ہاں اُصولوں کی روشنی میں جو قوانین وضع
کیے جاتے ہیں، اُن میں وقت کے ساتھ ساتھ
ضرورت کے مطابق تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔

خلاصہ بحث:

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک
اسلامی معاشرے میں مسائل کے حل کے
لیے مجتہد کا یہ قرآن و سنت کے بعد
رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اجتہاد کا دروازہ کبھی
بند نہیں ہوا اور نہ ہی ہو گا۔ یہ اجتماعی
مسائل کا حل نکالنا بہت ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner